میاں بیوی کے تعلق کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہئے

(فرمودہ ۹۔ اگست ۱۹۳۵ء)

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :۔[1]

اسلام نے اس اہم ضرورت کو جو گھروں میں قیام امن کے لئے ہے تمام مذاہب سے زیادہ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ صرف اسلام نے ہی اسے محسوس کیا ہے دوسرے کسی مذہب نے ادھر توجہ نہیں کی۔

انسان ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن وہ اپنے تمام کاموں کے لئے فرداً فرداً اتنا وقت نہیں دیتا جتنا وہ اپنے گھر میں دیتا ہے۔ گو دن کے لحاظ سے گھر کا وقت کم ہوتا ہے لیکن اگر آدمی دوسرے کاموں کے اوقات کو گنے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے کاموں کے اوقات کی نسبت گھر کا وقت زیادہ ہوتا ہے۔ گھر سے باہر وہ ایک مرد سے ملے گا پھر دوسرے سے، افسروں سے بھی ملے گا اور ماتحتوں سے بھی، رشتہ داروں سے بھی ملاقات کرے گا اور محلہ کے لوگوں سے بھی مگر گھر میں صرف ایک شخصیت سے اس کا تعلق اور واسطہ ہوگا اور اسی کی خوبیوں یا نقائص پر اس کی نظر پڑے گی۔ نقائص پر نظر پڑنا آدمی کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب کسی انسان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی نگاہ خوبیوں پر کم پڑتی ہے اور نقائص پر زیادہ۔

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کو ایک مرا ہوا کتا دکھائی دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا اس سے سخت بدبو

آرہی ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو اس کے دانت کتنے صاف اور چمکیلے ہیں۔ گویا مرے ہوئے کتے کے متعلق بھی ان کی نظر خوبی پر ہی پڑی۔ تو روحانیت اور نیکی انسان کو خوبیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے مگر وہ شخص جس میں مذہبی نیکی نہ ہو اس کی نگاہ نقائص پر پڑتی ہے اس طرح کمزور آدمی اگر اپنی بیوی کے نقائص پر نظر رکھے اور اس کی خوبیاں نہ دیکھے تو یہ ایک مصیبت ہوگی جو رات دن ان کو جھیلنی پڑے گی۔ ایک طرف خاوند اگر یہ کہے گا کہ گھر میں کھانا اچھا نہیں پکتا، برتنوں کی صفائی نہیں ہوتی تو دوسری طرف عورت کہے گی کہ مجھے کافی اخراجات نہیں دیئے جاتے جس سے میں اپنے گھر کا انتظام درست رکھ سکوں غرضیکہ کئی قسم کی باتیں طرفین سے ہوتی رہیں گی۔

بعض آدمی اس سے تنگ آکر اپنی بیوی کے عیوب کی طرف سے لاپروائی اور غفلت اختیار کرلیتے ہیں جس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے اور بعض لوگ گھر کی ضروریات اور بچوں کی تربیت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں مگر یہ دونوں صورتیں نقصان دہ اور مضر ہیں اور ان سے روکنے کے لئے اسلام نے ایک ذریعہ بتایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مطیع اور فرماں بردار ہو جاؤ۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ اور رسول نے کیا بتایا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہئے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

لیکن اگر انسان ابتداء ہی میں رسول کریم ﷺ کی تعلیم عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ۔ [۲] پر عمل کرے تو وہ اپنے گھر کو جنت بنا سکتا ہے۔ اچھے آدمی کی اولاد بھی اچھی پیدا ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد تقویٰ پر ہو تو نتیجہ ہمیشہ نیک ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریعت نے اپنی عقل کے علاوہ خدا تعالیٰ پر معاملہ سپرد کر دینے کو کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے سے نتیجہ لازماً اچھا نکلتا ہے۔ مثلاً استخارہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان یہ عہد کرلے کہ اگر خدا نے فلاں رشتہ پر شرح صدر نہ کیا تو نہیں کریں گے۔ اگر یہ عہد نہ کیا جائے تو استخارہ استخارہ نہیں کہلا سکتا۔

میرے پاس کئی ہندو اور سکھ آتے ہیں اور کہتے ہیں ایسی تدبیر بتائیں جس سے اسلام کی صداقت کا آسانی سے پتہ لگ جائے۔ میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ وہ تدبیر جو آسان ہے استخارہ

ہے۔ اگر تمہیں استخارہ سے اسلام کی صداقت کا پتہ لگ جائے تو پھر ضرور اسلام قبول کرنا ہوگا اور اگر دل میں یہ خیال ہو کہ اسلام کو ماننا ہی نہیں تو پھر استخارہ ایک لغو کام ہے اور اللہ تعالیٰ لغو کام پر توجہ نہیں کیا کرتا۔

استخارہ کرنے والے کی اللہ تعالیٰ راہنمائی کرتا ہے اور اسے ہدایت دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ یہ عزم رکھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کہا تو فلاں کام کریں گے ورنہ نہیں۔

پھر شریعت نے کہا ہے عفو سے کام لو۔ مرد میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں اور عورت میں بھی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عفو اور درگزر سے کام لینا چاہئے۔ یاد رکھنا چاہئے درگزر اور لاپروائی ایک چیز نہیں دونوں میں فرق ہے۔ عفو کرنے والا آدمی دل سے اس بات کو برا مانتا ہے مگر بے پرواہ آدمی دل سے برا نہیں مانتا اور اس طرح بے غیرتی پیدا ہو جاتی ہے۔

غرض اسلام نے میاں بیوی کے لئے جو ہدایات مقرر کی ہیں ان پر عمل کرنے سے خانگی زندگی نہایت خوشگوار اور آرام دہ بن سکتی ہے۔

(الفضل ۱۸۔ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۳)

۱؎ فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔

۲؎ ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی من ینکح علی ثلٰث خصال